السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نمبر ۱) میرا قریباً تین لاکھ روپیہ ایک بنک میں جمع ہے، قیام مارشل لاء تک میں باقاعدہ اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہا، لیکن جب پاکستان میں مارشل لاء نافذ ہوا، تو کسی نے میرے خلاف اس رقم کے متعلق درخواست دائر کردی کہ اس نے میری اتنی رقم دھوکہ سے اپنے نام جمع کرالی ہے، اصل میں وہ اس رقم کا جائز مالک نہیں، یہ مقدمہ قریباً تین سال تک چلتا رہا، دوران مقدمہ میں میں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی، آخر کار جولائی ۱۹۶۳ء میں میرے حق میں فیصلہ ہوگیا، اور مجھے اس رقم کا جائز مالک قرار دے دیا گیا،

اب سوال یہ ہے کہ میرے ذمے گزشتہ چار سال کی زکوٰۃ بھی ہے، یا صرف ایک سال کی جب سے مجھے اس رقم کا جائز مالک قرار دیا گیا۔

سوال نمبر ۲: ...کیا زکوٰۃ کی رقم سے کچھ رقم تعمیر مسجد پر خرچ کی جا سکتی ہے؟

سوال نمبر ۳: ...ایک سیدی جو نہایت ہی غریب اور مفلس ہے زکوٰۃ کی رقم سے اس کی امداد ہو سکتی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواب نمبر ۱) اس قسم کے مال کو مال ضماد کہتے ہیں، جو انسان کی ملک میں ہو، لیکن اس پر قبضہ نہ ہو، یعنی اس میں تصرف کی قدرت نہ ہو، جیسے صورت مسئولہ یا وہ قرض جو وصول نہیں ہوتا، ایسے اموال کے متعلق عمر بن عبد العزیز (رحمة اللہ علیہ وغیرہ کا فیصلہ یہ ہے کہ صرف ایک سال کی زکوٰۃ ہے، جب کہ وصول ہو، خواہ کئی سال گزر جائیں، (ملاحظہ ہو موطا امام مالک رحمة اللہ علیہ مع زرقانی جلد ۲ ص ۱۰۶ وغیرہ

جواب نمبر ۲: ... مسجد چونکہ وقت ہے، اس لیے اس پر زکوٰۃ صرف نہیں ہو سکتی، اس کی تفصیل آج کے فتوے جواب (الف ب) میں ہو چکی ہے۔

جواب نمبر ۳: ...احادیث شریف میں تو یہی آیا ہے، کہ اہل بیت کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں، متاخرین علماء کرام نے یہ فتویٰ دیا ہے، کہ چونکہ خمس وغیرہ سے اہل بیت کے وظیفے مقرر تھے، اس لیے ان کے لیے زکوٰۃ جائز نہ تھی۔ اب مجبوری کہ وجہ سے جائز ہو سکتی ہے، لیکن یہ فتویٰ ایک رائے ہے، اس لیے تسلی نہیں، ہاں کوئی زیادہ ہی مجبور ہو، جو اضطراری حالت پہنچ جائے، کو دکما نہیں سکتا، او بچے چھوٹے ہیں، یا کسی وجہ سے مجبور ہیں، تو ایسے حال میں کچھ گنجائش نکل سکتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت نہ ہو، اور معافی ہو جائے، لیکن پھر بھی جہاں تک پرہیز ہو سکے اچھا ہے۔ (عبد اللہ امرتسری روپڑی جامعہ اہل حدیث لاہور) (تنظیم اہل حدیث جلد نمبر ۱۶ شمارہ نمبر ۲۷

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 7 ص 309-310

محدث فتویٰ